مملکت سعودیہ عربیہ...... ماضی اور حال کے آئینے میں

آل سعود کے جذبہ خدمت اسلام، ذوق فرماں روائی اور آداب حکمرانی کا مختصر اور دل آویز تذکرہ

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر
فاضل مدینہ یونیورسٹی

انسانی عروج و ترقی کی داستان کا آغاز ہمیشہ آسمانی نظام زندگی اپنانے سے ہوتا ہے اور زوال و انحطاط احکام الٰہی کو نظر انداز کرنے، ان سے روگردانی کرنے اور انسان کے اپنے رب کے حضور سرکشی سے ہوتا ہے یہ نقطہ جس قوم کی سمجھ میں آ گیا اس کا عہد حکمرانی طویل بھی ہوا اور خوبصورت اور قابل ذکر بھی اور جس نے مقتدر اعلیٰ رب العزت کے احکام سے سرتابی کی وہ نشان عبرت بنا۔

آل سعود کے تمام حکمرانوں کو اللہ کریم نے اس فہم و بصیرت اور عقل سلیم سے نواز ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی دور حکومت میں بھی صراط مستقیم سے نہیں بھٹکتے یہی وجہ ہے کہ اس عظیم خاندان کا طویل عہد حکومت صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ آج جو سعودی قوم اور حکومت اپنی مملکت کے قیام کی صد سالہ تقریبات منا چکی ہے تو یہ آل سعود کی مجموعی حکومت و امارت کا زمانہ نہیں ہے بلکہ یہ صرف ان کے تیسرے دور کے آغاز کی تقریبات تھیں جو امیر المومنین امام عبدالعزیز بن سعود آل سعود کی 1391ھ میں فتح ریاض سے شروع ہوا جب کہ ان کی حکومت کے دو طویل دور اس سے قبل بھی گزر چکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج اس دور زوال میں بھی ملک عبدالعزیز بن سعود کی ذاتی زندگی کے اجتماعی کارناموں، ان کی فہم و فراست، ان کی شجاعت و بہادری اور دینی حمیت، ان کے مجاہدات اور توکل علی اللہ ان کے فقر غیور، ان کی ایمانی سیاست اور جذبہ اتحاد و اخوت اسلامی کے تذکرے اپنا عالی شان مقام متعین کر چکے ہیں اور عہد جدید میں پورے کرہ ارض پر اس خاندان کی خدمات کی بدولت اللہ کے دین کی آواز پہنچ رہی ہے آج اگر ہر سو صدائے لا الہ الا اللہ کا نغمہ جانفزا گونج رہا ہے تو اس میں زیادہ تر حصہ اسی اسلام کے فدائی و شیدائی خاندان کا ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی خدمت کو اپنی حکومت کا طرہ امتیاز سمجھتے ہیں۔ اور یہ اسی عہد آفریں انقلاب کا تسلسل ہے جس کا آغاز شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت توحید و سنت اور امیر امارات درعیہ (اولین حکومت آل سعود) امام محمد بن سعود کی نصرت و تائید سے ہوا اور ملک عبدالعزیز بن سعود کی سیاست کی اساس و بنیاد ٹھہرا۔

ملک عبدالعزیز بن سعود کی وفات 1953 کے بعد ان کے نامور فرزند سعود بن عبدالعزیز فرماں روائے سلطنت مقرر ہوئے۔ ان کی اعانت و نیابت ان کے عظیم المرتبت بھائی امیر فیصل بن عبدالعزیز نے کی۔ ان دونوں بھائیوں اور ان کیساتھ ان کے تیسرے بھائی ملک خالد بن عبدالعزیزؒ کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہیں اپنے عظیم باپ کی معیت میں جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کا شرف حاصل ہوا یہ تینوں بھائی اپنے باپ کی سرپرستی میں صحرا کی زندگی گزارتے رہے اور اپنے آپ کو جفاکشی کا عادی بناتے رہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طریقے سے تجدید و احیائے دین کے کام کا آغاز ہو سکے۔ اور جزیرہ عرب پھر سے خاتم النبیین ﷺ کی شریعت کا عملی و اعتقادی مرکز بن سکے۔ آل سعود کے عظیم سپوتوں کی سیرت اور ان کا کردار بتاتا ہے کہ ان کی سب سے بڑی آرزو یہی تھی کہ ان کی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں صرف اس عظیم مقصد کے حصول میں صرف ہوں کہ اطراف و اکناف عالم سے فرزندان توحید جب (لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک) کی صدائے ایمان و یقین اور ندائے حق و عرفان بلند کرتے ہوئے حرمین شریفین میں پہنچیں تو جہاں ان کے فکر و اعتقاد کی حفاظت اس شرک و بدعت سے ہو جس نے حرمین شریفین کے تقدس کو داغدار کر رکھا ہے۔ وہاں اللہ کے ان قابل قدر مہمانوں کے جسم و جان اور مال و اسباب ظاہری کو بھی ان قزاقوں اور چوروں کی وارداتوں اور دست درازیوں سے نجات میسر ہو جو عین حرم مکی و مدنی میں سر عام حجاج بیت اللہ اور زوار مسجد نبوی کے سینوں میں خنجر گھونپ کر ان کو تڑپاتے اور ان کا زاد راہ چھین کر روپوش ہو جاتے تھے۔

آل سعود اور آل شیخ کیلئے وہ دن کس قدر مسرت و شادمانی کا باعث ہوگا جب ملک عبدالعزیز نے اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے اپنے بیٹوں کی معیت میں یہ اعلان کیا کہ آج کے بعد جو شخص اپنی دوکان یا اپنے مکان کو مقفل کرے گا اسے سزا ملے گی اور جس کے مکان یا دوکان سے کوئی چیز چوری ہوگی اسے سعودی حکومت معاوضہ دیگی۔ اور مزید یہ کہ جس قبیلے کے دائرہ کار میں چوری کی واردات ہوگئی اس کا ذمہ داری قبیلے کا سردار ہوگا۔ اور اگر اس نے چور مہیا نہ کیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور پوری مملکت میں آج سے شریعت اسلامی کے قوانین اور تعزیرات نافذ ہیں:

آل سعود کو اللہ تعالیٰ نے دین کی برکت سے بڑی نعمتوں سے نوازا ہے اور انہوں نے ان نعمتوں کو نہ صرف سعودی عوام تک پہنچانے کا عزم کر رکھا ہے۔ بلکہ وہ ان خیرات و برکات کو پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے عام کر دینا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں تمام اسباب مہیا ہونے کے باوجود عزت و آبرو کے حصول میں ناکام ہیں اور آل سعود اور حکومت سعود یہ عربیہ دنیا بھر میں عزت وعظمت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ سعودی حکومت کی داخلی و خارجی پالیسیاں ایسی واضح مضبوط اور مستحکم ہیں کہ دشمنان اسلام کی کثرت اپنوں اور پرائیوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود امن و امان کے اعتبار سے سعودی عرب ایک مثالی ریاست ہے۔ دنیا بھر کے مظلوم و مجبور مسلمانوں کی نصرت وتائید اور بے لوث و فیاضانہ مالی اعانت کے باوجود اقتصادی طور پر قابل رشک حکومت ہے۔

کرنسی کا استحکام اور قیمتوں کا استقرار ہمارے لوگوں کیلئے ناقابل یقین ہے سعودی عرب کے پاس اپنے صد سالہ دور حکومت میں لوگوں کو بتانے، سنانے اور دکھانے کیلئے بے شمار کارنامے ہیں:

☆ اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ و دعوت کو اولین ترجیح قرار دینا۔

☆ مسلمانوں کی نصرت و اعانت، مسلم ممالک کا مالی تعاون۔

☆ مسلم اقلیات کی دینی رہنمائی اور ان کی عزت وتوقیر کے اقدامات۔

☆ حرمین شریفین کی خدمت، توسیع، تحسین وتزئین، اور اس کا خصوصی اہتمام۔

☆ قرآن حکیم کی نشر واشاعت اور اس بے مثال خوبصورت نسخوں کی طباعت اور دنیا بھر میں تقسیم۔

☆ حجاج بیت اللہ کیلئے تسہیلات کی فراہمی اور اس سلسلے میں مسلسل جدوجہد۔

☆ مدینۃ الرسول ﷺ میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام اور اس میں پوری دنیا کے مسلم طلبہ کا کھلے دل سے استقبال اور ان کی اعلیٰ ترین تعلیم و تربیت کا اہتمام اور معقول مالی وظائف۔

☆ مسلمان ممالک اور مسلم عوام کی بے لوث خدمت اور موافق ومخالف میں فرق کئے بغیر بلکہ سچ یہ ہے کہ گالیاں کھا کر بھی بدمزہ نہ ہونا اور بہرصورت خدمت کرتے ہی رہنا۔

☆ شاہی حکومت ہونے کے باوجود بے مثال عوامی رابطہ اور تمام علاقوں اور قبائل کے ساتھ گہرے روابط۔

☆ انتخابی ڈھونگ اور ہنگامے کے بغیر پارلیمینٹ (مجلس شوریٰ) کی تشکیل۔

☆ ناراضگیاں مول لئے بغیر پوری دیانتداری سے انتہائی مستعد اور جذبہ خدمت سے سرشار علم وفضل سے آراستہ اور پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے مالا مال وزراء پر مشتمل کابینہ کی تعیین

یہ تمام جدید سعودی عرب کے نیک دل، وسیع الظرف، صاحب فہم و بصیرت حکمران، خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود اور ان کے ولی عہد امیر عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کے ذوق فرماں روائی کی دلیل ہے۔

آداب حکمرانی اور جلال بادشاہی کا یہ عالم ہے کہ جس طرح کی ریاض شہر میں مقیم کسی سعودی شہری کو سہولیات میسر ہیں اسی طرح ایک گاؤں اور بستی کے باشندے کو حاصل ہیں اور یہی صورتحال قوانین کے نفاذ اور حدود وتعزیرات کی ہے اور حکومت کی گرفت ونگرانی بھی ہر جگہ یکساں ہے۔

آل سعود کے اہل بصیرت حکمران تمام آسانیوں، فراوانیوں اور آسائشوں کے باوجود بے خدا تہذیبوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ اپنے عقیدے اور فکر سے مکمل طور پر آشنا ہیں۔ جس طرح انہیں داخلی امن وامان اور سرحدوں کی حفاظت کی فکر ہے اس سے بھی بڑھ کر اپنی قوم کی دینی اقدار اور اسلامی روایات کا خیال ہے۔ ہم آل سعود کو غلطیوں سے پاک قرار نہیں دیتے۔ مگر دین کی برکت اور اسلام سے تعلق کی بدولت وہ ایک مثالی معاشرہ قائم کئے ہوئے ہیں اور ہماری رائے ہے کہ اس انقلاب کو دنیا میں برآمد ہونا چاہئے مسلم ممالک کو اپنے لئے آئیڈیل حکومتیں قائم کرنے کیلئے سعودی عرب سے سبق سیکھنا چاہئے۔

آخر میں خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز کے ایک خطاب کا اقتباس ملاحظہ ہو جو انہوں نے اپنی کابینہ سے کیا۔ جس سے ان کی دین سے وابستگی اور عقیدے کی پختگی اور بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہم اپنے عقیدے کی بنیاد پر ہرگز سودے بازی نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو یہ اجازت دیں گے کہ وہ یہاں آکر ہمارے عقائد میں مداخلت

کرے۔ ہم اپنے عقیدے اور شریعت کے بارے میں کسی قسم کی مداہنت نہیں کریں گے۔ اور بلاد مقدسہ میں آنے والوں کو ہم اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے عقیدے اور شریعت کے خلاف سرگرم ہوں۔ مہمان نوازی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم عقائد کے بارے میں کسی سستی یا تہاون کا مظاہرہ کریں۔

دعوت اسلامی میں صحیح بنیادوں پر کام کیلئے ضروری ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیمات کو ہم سامنے رکھیں اور ہمیں دنیا بھر میں دعاۃ و مبلغین کو پھیلا دینا چاہئے۔ تاکہ اسلام کا وہ پیغام جو اس مقدس سرزمین سے پھیلایا گیا تھا وہ کتاب و سنت کی روشنی میں سلف صالحین کے طریقے کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ شاہ نے مزید کہا کہ ہم دعوت اسلامی کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ عربوں اور باقی دنیا کے مسائل کے حل کیلئے بھی اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

آل سعود کی حقیقی کامیابی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کو بطور دین اپنایا ہوا ہے۔ قرآن و سنت کو اپنا دستور بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ روز روز کی آئینی ترامیم اور دستوری مشکلات کا شکار نہیں ہوتے۔ اس کا دستور تبدیل نہیں ہوتا اور علم جو کلمہ طیبہ سے مزین ہے۔ کبھی سرنگوں نہیں ہوتا اور حکومت اپنے عوام کے سامنے شرمسار نہیں ہوتی۔

ایسی مستحکم مضبوط حکومت کو تقریبات کا حق ہے۔ اللہ کریم وطن عزیز پاکستان کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت سے نوازے۔

سعودی بھائیوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی مبارک کہ یہی حقیقی آزادی ہے۔

بقیہ:۔ محمد بن عبدالوہاب

عزم کر چکے تھے۔ اور غیر ملکیوں سے جہاد کیلئے تیاری کر چکے تھے۔ صراط مستقیم اس پر شاہد ہے۔

قدرِ مشترک

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا دراصل ان تحریکوں کی ابتداء کے وقت ان دونوں ملکوں کی مذہبی و سماجی حالت ایک جیسی تھی دونوں ملکوں میں شرک و بدعت عام تھا اور بانیان تحریک بھی ذہنی طور پر توحید خالص پر کاربند تھے اور قرآن و حدیث کی سادہ تعلیم کو رواج دینا چاہتے تھے۔ اور مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب شرک و بدعت سمجھتے تھے چنانچہ ان میں بنیادی چیز توحید اور رد شرک پر خصوصی توجہ تھی۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید اور سید اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان کو آپ ان بنیادی مسائل پر متفق الخیال پائیں گے۔

وجہ اختلاف:

مگر ساتھ ساتھ ان دونوں تحریکوں میں اختلاف بھی ہے ان میں سے ایک نمایاں چیز ہندوستان کی تحریک ہندوستان کی تحریک کا سیاسی پہلو ہے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک کی سیاسی آزادی کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ عرب میں چونکہ سیاسی اقتدار ختم نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا وہاں یہ صورت موجود نہ تھی شیخ محمد زیادہ زور مذہبی و سماجی برائیوں کے خاتمے پر دیتے تھے۔

دوسرا اختلاف ہندوستانی تحریک کا ایک مرحلہ پر ظہور مہدی کا عقیدہ تھا جس پر اس نے کافی لٹریچر فراہم کیا تھا اور مہدی تحریکات سے یہ اتفاق عرب میں کبھی رونما نہیں ہوا۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ دونوں تحریکوں میں ظاہری مشابہت ایک مشترکہ ماخذ استفاضہ اور یکساں حالات و کوائف کا نتیجہ تھا نہ کہ ایک دوسرے کی تقلید و تتبع کا۔

مآخذ و مراجع

۱۔ ہندوستان میں وہابی تحریک ☆ قیام الدین احمد
۲۔ ایک مظلوم و مصلح ☆ مسعود عالم ندوی
۳۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دعوت ☆ شیخ عبدالعزیز بن باز
۴۔ مقدمہ حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ☆ غلام رسول مہر
۵۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان ☆ ہنٹر
۶۔ مولانا سندھی اور ان کے افکار و خیالات پر ایک نظر ☆ مسعود عالم ندوی
۷۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ☆ احمد عبدالغفور عطار
۸۔ نئی عرب دنیا ☆ ابوالحسن علی ندوی
۹۔ الفرقان ولی اللہ نمبر
۱۰۔ اتحاف النبلا ☆ نواب صدیق الحسن خان
۱۱۔ ابجد العلوم
۱۲۔ التاج المکلل
۱۳۔ [illegible] الفوائد
۱۴۔ امام شوکانی ☆ مولانا عطاء اللہ حنیف

جامع مسجد اہلحدیث لکڑ منڈی جڑانوالہ میں
25 اکتوبر 2002 کا خطبہ جمعہ
شہباز خطابت مبلغ اسلام
حضرت مولانا حافظ
امین الرحمن ساجد صاحب
مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد
ارشاد فرمائیں گے ان شاء اللہ

جامع مسجد اہلحدیث چھبر بہتار ضلع قصور میں
27 ستمبر 2002 کا خطبہ جمعہ
خطیب اہلحدیث حضرت مولانا
ناصر محمود مدنی صاحب
فیصل آبادی ارشاد فرمائیں گے
منجانب
محمد ارشد قصوری متعلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد